مطبوعات

جہاد | تالیف: بریگیڈیر گلزار احمد صاحب۔ شائع کردہ: مکتبہ المختار، ۴ الف، گلستان کالونی، راولپنڈی۔ صفحات ۳۶۰۔ قیمت ۱۲ روپے۔

کتاب کے فاضل مُصنّف ہماری فوج کے اُن چند افراد میں سے ہیں جو تلوار اور قلم کے دھنی ہونے کے ساتھ ساتھ قلب و نگاہ کے اعتبار سے بھی مسلمان ہیں۔ میدانِ کارزار میں تو انہوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہی ہونگے، کیونکہ ان کارناموں کی وجہ ہی سے وہ اس عظیم رتبے تک پہنچے ہیں مگر قلم سے بھی وہ بہت مفید کام لے رہے ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب بھی اُن کی سلامتیٔ فکر، اسلام کے ساتھ گہرے تعلق اور فنِ حرب سے پُوری پُوری واقفیت کی آئینہ دار ہے۔

جہاد کی تعریف کرتے ہوتے فاضل مُصنّف فرماتے ہیں:

"جہاد وہ جنگ ہے جو اللہ کی راہ میں لڑی جائے۔ اس جنگ کا اعلان، اس کے ہر لمحہ میں مسلمانوں کا عمل اور اس کے ختم ہونے کا طور طریقہ اور متارکہ جنگ کے اعلان کے بعد کے بیّن قومی مسائل کو سلجھانا غرضیکہ شروع سے آخر تک ہر بات اور ہر کام کو اللہ کے احکام کے مطابق ہونا چاہیے، ورنہ وہ عام جنگ تو ہو سکتی ہے اس پر جہاد کا اطلاق نہیں ہو سکتا ..... جہاد یعنی اللہ کی راہ میں جنگ اس دین کا باعزت فریضہ ہے جس میں کافر کو قتل کرنا تو کجا اُسے بجبر مسلمان بھی نہیں بنایا جا سکتا ..... یہ جنگ جوعِ ارض اور دولت کی طمع یا نام و نمود کے لیے نہیں ہو سکتی بلکہ صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے لڑی جا سکتی ہے"

یوں تو یہ پوری کتاب قابلِ قدر ہے مگر اس کا وہ باب جس کا عنوان "جہاد کے دوران تائیدِ ایزدی" ہے خاص طور پر بڑا مؤثر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان مجاہد کا عین میدانِ جہاد میں خدا کے ساتھ کس قدر گہرا تعلق ہونا چاہیے اور اُسے خدا کی تائید اور نصرت حاصل کرنے کے لیے کس قدر بیتاب رہنا چاہیے۔ بریگیڈیر صاحب کی یہ کتاب پڑھ کر انسانیت پر اسلام کا وہ عظیم احسان سامنے آجاتا ہے جو اس نے انسانوں کو شرافت سکھانے اور عدل و انصاف کا علمبردار بنانے کے لیے کیا ہے۔

لڑائی ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان کے اندر چھپی ہوئی درندگی پوری طرح اس پر غالب آجاتی ہے اور وہ بے رحم درندہ بن کر اپنے مخالف پر جھپٹتا ہے۔ وہ اُس وقت پاکیزہ جذبات سے یکسر عاری ہوتا ہے اور اسی چیز کو اپنے لیے باعثِ فخر خیال کرتا ہے مگر اللہ کے دین نے عین اس حالت میں بھی انسان کو درندہ بننے سے بچایا ہے اور اُس کی انسانیت کو بحال رکھنے کی پوری کوشش کی ہے بلکہ اُسے خداوند تعالیٰ سے گہرا تعلق خاطر پیدا کرنے کی تلقین کی ہے تاکہ وہ اس ہیجانی کیفیت میں بھی اپنی درندگی پر غالب رہ سکے۔

کتاب کے آغاز میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا فکر انگیز مقدمہ ہے جس میں انہوں نے جہاد کے اُن گوشوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو ابھی اہلِ علم کی نظروں سے مستور ہیں اور جنہیں بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے۔ خصوصاً مسلمانوں نے مفتوح قوموں کے ساتھ جس شرافت، فیاضی اور حسنِ سلوک کا معاملہ کیا، اور اس سے جو خوشگوار نتائج برآمد ہوئے انہیں بیان کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ کتاب کا معیارِ طباعت و کتابت عمدہ ہے

<u>شیخ مجیب کا چھ نکاتی پروگرام۔ ایک معاشی تجزیہ</u> | تالیف: ڈاکٹر انور اقبال قریشی شائع کردہ: ہانیہ پبلشنگ ہاؤس، الھانیہ ۲/۲۹۵ سرور روڈ، لاہور چھاؤنی۔ صفحات ۱۶۲۔ قیمت چار روپے۔

شیخ مجیب صاحب کے چھ نکات کے حق میں اور خلاف آج تک کافی لکھا جا چکا ہے، ان میں بعض تحریروں کا انداز بڑا جذباتی اور غیر حقیقت پسندانہ بھی ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب میں فاضل مصنف نے، جو ملک کے نامور ماہر معاشیات ہیں۔ ان نکات کا معاشی نقطۂ نظر سے ہمدردانہ مگر بے لاگ جائزہ لیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مشرقی پاکستان کی جن محرومیوں کے احساس نے ان چھ نکات کو جنم دیا ہے اُن محرومیوں کا مغربی پاکستان کو

ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ انہوں نے آغاز میں اس امر کی وضاحت کی ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے وقت مشرقی پاکستان کو نہایت کمزور معیشت ورثے میں ملی ہے جو گذشتہ دو سو سال کے استحصال کا نتیجہ ہے۔ اس صورتِ حال کو بدلنے کے لیے وقت اور محنت درکار ہے۔ اسے جذباتی نعروں کے ساتھ آناً فاناً تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں سب سے ضروری چیز سرمایہ ہے۔ اس سے جب تک صحیح انداز اور تدبّر سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔ اس وقت تک معاشی میدان میں کوئی قابلِ قدر نتائج برآمد نہیں ہو سکتے۔ بدقسمتی سے مشرقی پاکستان کے سیاسی حالات سرمایہ کاری کے لیے موزوں اور مناسب نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ وہاں سے فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے یا منفعت نتائج پیدا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ فاضل مصنف کے الفاظ میں اس کی ذمہ داری کلیتہً مشرقی پاکستان کی حکومت اور اس کے اُن صوبائی عصبیت پسند عناصر پر عائد ہوتی ہے جو بیرونی سرمایہ داروں پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کرنا چاہتے ہیں۔

فاضل مصنف نے چھ نکات کو لیکر ایک ایک نکتہ پر الگ الگ بحث کی ہے اور اس امر کو ثابت کیا ہے کہ ان نکات کو عملی جامہ پہنانے سے نہ صرف پاکستان کی سالمیت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا بلکہ مشرقی پاکستان کے لیے معاشی لحاظ سے زندہ رہنا بھی ناممکن ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب کا یہ جائزہ بڑا منصفانہ ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اس چھ نکاتی پروگرام کے جن حصوں کو مشرقی پاکستان کے لیے موزوں اور مناسب سمجھا ہے اس کی برملا تائید کی ہے۔ مثلاً بیرونی تجارت کے معاملے میں شق نمبر ب، ج، د، ہ سے اتفاق کیا ہے۔ انہوں نے مشرقی پاکستان کی بعض جائز شکایات کا کھلے دل سے اعتراف بھی کیا ہے اور اُن کے ازالے پر زور دیا ہے مثلاً مشرقی پاکستان کو ملک کے نظم و نسق چلانے میں واجبی حصہ، ملازمتوں بالخصوص اعلیٰ ملازمتوں میں مناسب حصہ، دونوں صوبوں کے مابین تیز رفتار، اور کم خرچ ذرائع نقل و حمل۔ مغربی پاکستان کے افسروں کی رعونت سے بحث کی ہے۔ جہاں تک افسر شاہی اور اس کی رعونت کا تعلق ہے اس سے مغربی پاکستان کے عوام بھی اُسی طرح نالاں ہیں جس طرح کہ مشرقی پاکستان کے لوگ۔ مشرقی پاکستان کے حقیقی مسائل کے باب میں فاضل مُصنف نے اس علاقے کے باشندوں کی حقیقی محرومیوں اور اس سلسلے میں اُن غلط فہمیوں کی بھی نشاندہی کی ہے جو وہاں کے بعض عناصر نے مذموم مقاصد کے حصول کے

(باقی صفحہ ۶ پر)

اسلام دوسرے ادیان پر فضیلت رکھتا ہے) - یہ بات بھی میں پہلے لکھ چکا کہ یہاں سوال حضرت امیر معاویہؓ یا کسی دوسرے صحابی یا تابعی کی ذات کا نہیں اور اس امر کا بھی نہیں کہ توریث مسلم من الکافر کے قائل یا فاعل کون بزرگ ہیں اور ان کی تعداد کیا ہے ۔ میرے نزدیک یہ نصِ صریح کا ترک اور اس کی مخالفت و معارضت ہے جیسا کہ حافظ ابنِ حجرؒ اور محدّث علی القاری نے فرمایا ۔ نصِ صریح سے مراد نصِ قرآنی بھی ہے اور نصِ حدیث و سنت بھی ہے اس کے بعد جس کا جی چاہے اسے اجتہاد یا دوسری سنت کہہ کر اس کی تائید میں زور لگاتا رہے ۔ جیسا کہ مدیر "البلاغ" نے فرمایا ہے ، ظاہر ہے کہ نظریات کے معاملے میں جبر نہیں کیا جا سکتا ۔

(باقی)

(بقیہ مطبوعات)

لیے لوگوں کے ذہنوں میں پیدا کی ہیں ۔ کتاب بڑی فکر انگیز ہے اور اس کی موجودہ حالات میں اشاعت ضروری ہے ۔ طباعت و کتابت کا معیار اگر اس سے بہتر ہوتا تو یہ مناسب تھا ۔